بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ جرمنی

اخبار احمدیہ

جماعت احمدیہ جرمنی کا ترجمان

جلد نمبر۔11 مدیر:۔ نعیم احمد نیّر، کتابت وڈیزائننگ:۔ عاصم شہزاد، رشید الدین،، ماہ ظہور، ہش، 1385 بمطابق اگت، 2006ء شمارہ نمبر 8

جرمنی میں مختلف مقامات پر جلسہ ہائے ''یوم خلافت'' کا انعقاد

ڈیٹسن باخ

ڈیٹسن باخ کے چاروں حلقوں نے مورخہ 20 مئی کو جلسہ یوم خلافت منعقد کیا جس کی صدارت مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ نے کی۔تلاوت ،عزیزم قاصد احمد شاہد نے کی۔جرمن ترجمہ عزیزم مبشر احمد نون صاحب نے کیا۔نظم عزیزم محمد شرجیل صاحب نے خوش الحانی سے پڑھی، نظم کا پہلا مصرعہ تھا،

''سبھی کو یہ نعمت میسر کہاں ہے''

اس کے بعد پہلی تقریر خاکسار نے کی جس میں سامعین میں خلافت کی محبت کے احساس کو اجاگر کرتے ہوئے اُن کو بتایا کہ امام ڈھال کی مانند ہے ،اُس کے پیچھے جماعت ترقی کرتی ہے،خلافت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے خوف کو امن کی حالت میں تبدیل کر دیتا ہے

دوسری تقریر مکرم حمیداللہ ظفر صاحب نیشنل سیکرٹری تحریک جدید نے کی۔آپ نے حاضرین مجلس کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے ایمان افروز واقعات سنائے۔

آخر پر مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ احمدیہ نے احباب کے سوالات کے جوابات دیئے۔آپ نے خلافت کی ضرورت کے حوالہ جات قُرآن وحدیث سے بیان فرمائے۔(رپورٹ۔محمد ادریس شاہد)

لمبرگ

مورخہ 25 مئی کو جماعت لمبرگ نے جلسہ یوم خلافت منایا،اس جلسہ میں تمام ذیلی تنظیموں نے شمولیت اختیار کی۔جلسہ کا آغاز تلاوت قُرآن کریم سے ہوا،حدیث اور نظم کے بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔

سب سے پہلی تقریر مکرم احمد حسین صاحب نے کی جس کا موضوع تھا''اطاعت خلافت''۔اس تقریر کے بعد مکرم غلام محی الدین صاحب نے خلافت کی اہمیت وبرکات پر اپنی تقریر پیش کی۔اس موقع پر مکرم ریجنل امیر صاحب نے بھی چند نصائح فرمائیں۔اس کے بعد خاکسار نے خلافت احمدیہ کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ تقدیر الٰہی اس وقت خلافت احمدیہ اسلامیہ کی شکل میں جلوہ گر ہے اور اس کے ساتھ کامل وابستگی سے ہی ہمارا خوف،امن میں تبدیل ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا ''انشاءاللہ۔

اس کے بعد ایک بچی عزیزہ انعم بیگ نے نظم پڑھی۔اس جلسہ کے موقع پر اردو کے علاوہ دو جرمن تقاریر بھی خلافت کے موضوع پر ہوئیں جو کہ مکرم شجاعت وڑائچ صاحب اور عزیزہ رافیعہ محی الدین نے کیں۔دو گھنٹے تک جاری اس جلسہ میں حاضری 123 رہی۔

(رپورٹ۔اکبر بیگ،صدر جماعت لمبرگ)

ریوٹلنگن

جماعت Reutlingen ریجن ورٹم برگ میں مورخہ 4 جون کو یوم خلافت کا جلسہ منعقد کیا گیا،جس کی صدارت مکرم محمد احمد راشد صاحب مربی سلسلہ احمدیہ نے کی۔تلاوت مکرم مسعود احمد صاحب نے بمعہ ترجمہ کی اور نظم مکرم عبدالمعیب خالد صاحب نے پڑھی۔مکرم مربی صاحب نے اپنے خطاب میں خلافت کی برکات اور اہمیت پر قرآن مجید،احادیث اور کتب حضرت مسیح موعودؑ سے روشنی ڈالی۔اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی وفات پر قائم خلافت کی تاریخ کو دہرایا۔آپ نے خلافت کی اطاعت کے کئی واقعات سنائے۔مکرم مربی صاحب نے احباب جماعت کو نظام وصیت میں شمولیت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک کی طرف توجہ دلائی۔تقریر کے بعد سوالات کا سلسلہ شروع ہوا۔یہ جلسہ تین گھنٹے تیس منٹ تک جاری رہا۔اور دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ۔عبدالمجید خان، جنرل سیکرٹری جماعت ریوٹلنگن)

تصحیح ومعذرت

اخبار احمدیہ کے جولائی 2006 کے شمارے میں کتابت کی غلطیاں رہ گئی ہیں،احباب تصحیح فرمالیں،ادارہ اس غلطی پر معذرت خواہ ہے۔

صفحہ نمبر ایک کے کالم نمبر ایک کی پہلی سطر پر صحیح لفظ ''بِالۡعِبَادِ'' ہے۔

صفحہ نمبر تین کے کالم نمبر تین میں دُعا یوں ہے۔اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّاسِ اَذۡھِبِ الۡبَاسَ اِشۡفِ اَنۡتَ الشَّافِيۡ لَاشِفَآ اِلَّا شِفَآ ؤُکَ شِفَآءً لَا یُغَادِرُ سَقَما ،،

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں۔خدا تعالےٰ اُن کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کر دیوے اور ان کے ہمّ وغم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل ورحم ہے اور تا اختتام سفر اُن کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے،آمین ثم آمین۔(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 342)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ جلسہ سالانہ کے بارے میں فرماتے ہیں

دیکھو کیا یہاں کوئی سیر کی جگہ ہے جسکی خاطر لوگ یہاں آتے ہیں یا یہاں کوئی قابل دید مقامات ہیں جن کو دیکھنے لوگ آتے ہیں؟ کیا یہاں کوئی منڈی ہے کہ خرید وفروخت کے لئے یہاں آتے ہیں؟ کیا یہاں کوئی بادشاہ ہے کہ اس کے سامنے بچ گئے تو اچھی سے اچھی نوکری مل جائے گی؟ کیا یہاں کوئی دنیاوی کشش ہے کہ اس کی خاطر لوگ چلے آتے ہیں؟ ان کے آنے کی ایک ہی وجہ ہے جو کوئی دنیاوی وجہ نہیں بلکہ دینی غرض ہے اور وہ یہ کہ خدا کے نبی نے کہا کہ چلے آؤ تا تمہیں روحانی غذا ملے اور خدا نے اسے کہا کہ تم دن مقرر کرو کہ لوگ سفروں کو طے کر کے دشوار گزار رستوں سے گزر کر قادیان جلسہ پر آیا کریں گے۔

(الفضل 25 دسمبر 1925ء)

نیز فرماتے ہیں کہ''باہر سے جلسہ پر آنے والے اس جلسہ سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور برا نمونہ پیش کر کے دوسروں کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بیمار بھی جلسہ گاہ میں بیٹھیں انہیں تندرست رکھنا ہمارا کام ہے انہیں اپنی صحت کو بچانے کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔ وہ بیشک آرام کریں مگر انہیں یہ طریق اختیار نہیں کرنا چاہیے کہ بازاروں میں جائیں اور دوکانوں میں بیٹھیں۔ جماعت کے معانی ہی یہ ہیں کہ اس میں ایک نظم پایا جاتا ہو۔ ہمارے ہاں تو ایک بھی شخص ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ تقاریر کے دوران جلسہ گاہ میں نہ بیٹھے سوائے پہرہ داروں کے اور ان کے جن کی ڈیوٹی کھانا پکانے پر ہو۔ میں ان سے بھی کہوں گا کہ اپنے فارغ وقت میں جلسہ گاہ میں بیٹھ کر تقاریر سنیں اور زیادہ سے زیادہ برکات حاصل کریں۔لیکن اگر وہ ڈیوٹی کے لئے جلسہ گاہ سے اٹھ کر چلے جائیں تو باقیوں کو ان کی نقل نہیں کرنی چاہئے۔

(الفضل 23 دسمبر 1952ء)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

اولاد کیلئے وقت اور مال کی قربانی

(مقصود احمد علوی، جرمنی)

سامانِ عیش وعشرت، آرام دہ زندگی، اولاد اور مال وزر کے حصول کی خواہش انسانی فطرت کا خاصا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے: لوگوں کی لئے طبعًا پسند کی جانے والی چیزوں کی یعنی عورتوں کی اور اولاد کی اور ڈھیروں ڈھیر سونے چاندی کی اور امتیازی نشان کے ساتھ داغے ہوئے گھوڑوں کی اور مویشیوں کی اور کھیتوں کی محبت خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے۔ یہ دنیوی زندگی کا عارضی سامان ہے اور اللہ وہ ہے جس کے پاس بہت بہتر لوٹنے کی جگہ ہے۔ (آل عمران آیت ۱۵)۔ اسی طرح انسان کی مال سے خصوصی محبت کا قرآن ان الفاظ میں ذکر کرتا ہے: اور تم مال سے بہت زیادہ محبت کرتے ہو (الفجر آیت ۲۱) اور یقیناً مال کی محبت میں وہ (یعنی انسان) بہت شدید ہے، (العٰدیٰت آیت ۹)۔

آج کے اس مادی دور میں تو انسان کی اس خواہش نے ایک متعدی بیماری کی صورت اختیار کر کے پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور خصوصاً یورپی ممالک میں تو ایسا لگتا ہے کہ اکثر نے اسبابِ دُنیا اکٹھا کرنے کو ہی اپنا مقصدِ حیات قرار دے رکھا ہے۔ مال کمانے کی ایک دُھن ہے جو ایسے لوگوں پر سوار ہے اور اس کیلئے اس قدر محنت اور تگ و دو کی جاتی ہے کہ بسا اوقات بیوی بچوں بلکہ خود اپنے نفس کے حقوق تک کو پامال کر دیا جاتا ہے۔ اس بیماری میں مبتلا لوگوں کا اندازِ فکر آہستہ آہستہ بدلنے لگتا ہے اور ایک وقت آتا ہے کہ اُن پر اپنی کوشش اور محنت کا ہر حال میں نقد اور دست بدست فائدہ حاصل کرنے کی خواہش غلبہ پا لیتی ہے۔ پھر ایسے لوگ صرف وہی کام کرتے ہیں جس سے اُن کا کوئی ظاہری اور مادی فائدہ وابستہ ہوتا ہے۔ دراصل اسی کا نام مادہ پرستی ہے جو انسان کو نفس پرست اور خودغرض بنا دیتی ہے۔ مغربی ممالک میں اس صورتِ حال کا نتیجہ یہ ہے کہ یہاں سامانِ عیش وعشرت تو میسّر ہیں اور زندگی بظاہر پُرمسرت اور آرام دہ ہے لیکن دوسری طرف بعض اخلاقی بلکہ انسانی قدریں تک یہاں مٹتی نظر آتی ہیں۔ رشتوں کا تقدس اور احترام، ایثار، ماں باپ کی خدمت و اطاعت، شرم وحیاء، عِفّت و پاکدامنی وغیرہ تو یہاں عنقا ہیں ہی مذہب کو بھی یہ معاشرہ اپنے ماحول سے کب کا الوداع کر چکا ہے اور نئی نسل کی اکثریّت تو دہریّت کی گود میں گر چکی ہے جہاں سے واپس آنے کا کوئی راستہ انہیں نظر نہیں آتا۔ اگر یہاں پر چار سُو پھیلی ہوئی بے حیائی کی تفاصیل میں ہی ہم جائیں تو اس کے لئے ایک الگ دفتر درکار ہوگا۔

وہ لوگ جو مشرق سے آ کر یہاں آباد ہو گئے ہیں، اُن میں سے بھی ایک طبقہ اس چکا چوند زندگی سے متاثر ہو کر اس بیماری کا شکار نظر آتا ہے۔ بہت سے حصولِ مال وزر کی اس دوڑ میں برابر کے شریک ہو چکے ہیں۔ بعض ایسے بھی ہیں جو اپنی مذہبی اقدار تک کو خیر باد کہتے نظر آتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے پاس عدیم الفرصتی کے باعث اپنے اہلِ خانہ کیلئے وقت نہیں ہوتا۔ وہ عواقب سے بے خبر دن رات ایک کر کے بس مال کمانے کے چکر میں پڑے رہتے ہیں اور جس اولاد کیلئے وہ مال جمع کرتے ہیں خود اُسی کی تعلیم و تربیّت سے غفلت برتتے ہیں۔ اُنہیں کچھ علم نہیں ہوتا کہ اُن کے بچّے کیا پڑھتے ہیں؟ کہاں پڑھتے ہیں؟ کہاں جاتے ہیں اور کب کب جاتے ہیں؟ اُن کے دوست کیسے ہیں اور اُن کے ساتھ وہ کیسے کیسے پروگرام بناتے ہیں؟ اُن کے کیا مسائل ہیں اور وہ کونسی مشکلات میں مبتلا ہیں؟ اور اس طرح وہ خود اپنے ہاتھوں اپنے بچّوں کی اخلاقی اور رُوحانی قدروں کی تباہی کا باعث بنتے ہیں۔ اُنہیں احساس تک نہیں ہوتا کہ باپ کی شفقت اور توجہ سے محروم یہ بچّے بڑے ہو کر کبھی بھی معاشرے کا مفید حصّہ نہیں بن سکتے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو اس صورتِ حال سے محفوظ رکھے، آمین۔

جس طرح یہ ایک حقیقت ہے کہ ہمیشہ ادنیٰ چیز اعلیٰ کیلئے قربان کی جاتی ہے اسی طرح یہ بھی انسانی فطرت کا خاصا ہے کہ ہر شخص زیادہ قیمتی چیز کی کم قیمتی کی نسبت زیادہ حفاظت کرتا ہے۔ جان بچانے کیلئے بیمار انگلی یا ٹانگ کاٹ دی جاتی ہے۔ سپاہی بڑے افسروں کی جان بچانے کیلئے قربان ہو جاتے ہیں۔ ضروریاتِ زندگی کے حصول کیلئے مال خرچ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح سونے چاندی اور روپے پیسے کی جوتیوں اور لکڑیوں وغیرہ کی نسبت زیادہ حفاظت کی جاتی ہے۔ اب انسانی فطرت کے اس اصول کی روشنی میں ایک نہایت ہی اہم سوال ہے جس کا جواب ہر ایک کو خود اپنے آپ سے پوچھنا چاہئے اور وہ سوال یہ ہے کہ مال زیادہ قیمتی ہے یا اولاد اور مال کو اولاد پر قربان کرنا چاہیے یا اولاد کو مال کی خاطر؟ اگر ایک باپ سے کہا جائے کہ وہ اپنا بیٹا ایک بڑی رقم کے عوض فروخت کر دے اُس کی کئی نسلیں اس رقم سے عیش کریں گی تو کیا وہ یہ سودا کر لے گا؟ نہیں اور ہرگز نہیں۔ لیکن حقیقت میں وہی باپ اپنے اُسی بیٹے کیلئے وقت نہیں نکالتا۔ وہ مال جمع کرنے کیلئے کئی کئی گھنٹے گھر سے باہر رہتا ہے اور یوں اُس کی تعلیم و تربیّت سے غفلت برت کر اُسے ایک معمولی رقم کیلئے قربان کر دیتا ہے۔ اب کہاں گیا انسانی فطرت کا وہ مسلّمہ اصول کہ ہمیشہ ادنیٰ کو اعلیٰ کیلئے قربان کیا جاتا ہے؟ یہاں تو معاملہ بالکل الٹ ہے۔ یہاں تو اعلیٰ اور زیادہ قیمتی چیز یعنی اولاد کو ادنیٰ اور کم قیمتی چیز کی خاطر قربان کیا جا رہا ہوتا ہے۔

ایک طرزِ فکر یا طرزِ زندگی کے نقصانات اُس کے غلط ہونے کا کافی ثبوت ہوتے ہیں۔ مثلاً یورپ میں بڑھتی ہوئی طلاق کی شرح کے نتیجے میں ٹوٹتے ہوئے امن و سکون سے عاری گھر یہاں کی عائلی زندگی کیلئے اپنائے جانے والے اصولوں کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اسی طرح مادہ پرستی اور مال وزر کی دوڑ کی کوکھ سے جنم لینے والے بے شمار نقصانات بھی اُس طرزِ زندگی کے غلط ہونے کی محکم دلیل ہیں۔ بعض چیزیں یقیناً ایسی ہوتی ہیں کہ ہوتی تو وہ نقصان دہ ہیں لیکن ان کا نقصان انسان کو فوری نہیں پہنچتا۔ سگریٹ کا ایک کش لگاتے ہی اگر سانس بند ہونے لگے تو دُنیا میں کوئی بھی سگریٹ کو منہ نہ لگائے۔ اس کا نقصان تو کئی کئی سال بعد پہنچتا ہے۔ اسی طرح مال و دولت کی حرص میں اولاد کی طرف سے برتی گئی غفلت کا جب نتیجہ نکلتا ہے تو اُس وقت بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے اور چڑیاں کھیت چگ چکی ہوتی ہیں۔ وہ وقت کبھی واپس نہیں آتا۔ اس لئے عقلمندی اسی کا نام ہے کہ انسان دور اندیشی سے کام لے اور کل کو ہونے والے ممکنہ نقصانات کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنے طرزِ عمل کا جائزہ لے۔

دولت صرف مال وزر کا تو نام نہیں۔ علم بھی تو ایک عظیم دولت ہے۔ اعلیٰ اخلاقی اقدار کوئی کم دولت تو نہیں۔ کیا مختلف علوم کے ماہرین دولتمند نہیں ہوتے؟ کیا وہ جنہوں نے اپنے اپنے دور میں دنیا کو علم کی روشنی سے منور کیا اور انسانوں کی فلاح و بہبود کیلئے عظیم الشان علمی خدمات سرانجام دیں کم دولتمند تھے؟ یقیناً علم بھی ایک دولت ہے اور لازوال دولت ہے جسے کوئی چُرا نہیں سکتا۔ قبل ازیں بیان کئے گئے انسانی فطرت کے اصولِ کی روشنی میں اگر ہم مال وزر اور علم کا مقابلہ کریں تو بلاشبہ ہمارا جواب یہی ہوگا کہ علم، مال سے کہیں بڑھ کر عظیم دولت ہے۔ لیکن حیرت کی بات ہے کہ ایک معمولی رقم کی خاطر جس کیلئے انسان سارا سارا دن مارا مارا پھرتا ہے اپنے بچّوں کو علم کی عظیم تر دولت دینے اور اخلاق سکھانے کی راہیں محدود بلکہ مفقود کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ یہاں بھی فطرت کا وہ اصول الٹ گیا اور اعلیٰ کو ادنیٰ پر قربان کر دیا گیا۔ کہنے کو تو یہی کہا جاتا ہے کہ ہماری اولاد ہی ہمارا قیمتی اثاثہ اور ہمارا مستقبل ہے لیکن عملاً اس کی حفاظت اور تعلیم و تربیّت سے غفلت برتی جاتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچھی تربیّت سے بڑھ کر کوئی تحفہ نہیں جو ایک باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے (ابنِ ماجہ)۔ حضرت مسیحِ موعودؑ فرماتے ہیں: پس خود بھی نیک بنو اور اپنی اولاد کیلئے بھی ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کیلئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کیلئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۱۰۹)

گزرا ہوا وقت کبھی واپس نہیں آیا کرتا۔ آج وقت ہے ہمیں خدا نے موقع فراہم کیا ہے۔ ان ممالک میں اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے ہر طرح کی سہولتیں میسّر ہیں۔ تربیّت کیلئے جماعت کا ایک فعّال نظام قائم ہے۔ جس چیز کی آج ہمارے بچّوں کو ہم سے ایک باپ کی حیثیت سے سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہے وقت اور ہماری توجہ۔ آئیں ہم اپنے بچّوں کو جو یقیناً ہمارا سب سے قیمتی سرمایہ ہیں بہتر سے بہتر تعلیم اور تربیّت کی دولت سے آراستہ کرنے کیلئے اپنے اوقات اور مال کی قربانی دیں۔ یہاں ذیل میں چند تجاویز پیش کی جا رہی ہیں۔ اگر ہم ان کی پابندی کریں تو امید کی جاتی ہے کہ ہم بہت حد تک اپنے اس اعلیٰ مقصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

۱۔ ہر روز چند گھنٹے ضرور اپنے بچّوں میں گزاریں۔ اس مقصد کیلئے اگر کام کے اوقات میں تبدیلی بھی کرنی پڑے تو ضرور کریں۔

۲۔ بلا اشد ضرورت دونوں میاں بیوی کام نہ کریں۔ بچّوں کی نگرانی کیلئے دونوں میں سے ایک کا گھر میں موجود رہنا ضروری ہے۔

۳۔ ہفتے میں دو دن اور بحالتِ مجبوری کم از کم ایک دن کام سے مکمل چھٹی کریں۔ گھر میں آرام کریں اور بچّوں کو وقت دیں۔

۴۔ ہر طرح کے جماعتی پروگراموں میں خود بھی شامل ہوں اور بچّوں کو بھی شامل کریں۔

۵۔ ہفتے میں کم از کم ایک بار پورا خاندان مل بیٹھے اور مختلف گھریلو اور خصوصاً بچّوں کے مسائل پر گفتگو کریں۔ بچّوں کو گفتگو میں شامل کریں۔

۶۔ گاہے بگاہے سیر یا پکنک کے پروگرام بنائیں۔ بچّوں کے ساتھ کھیلیں اور پروگرام کو زیادہ سے زیادہ پُرلطف بنائیں۔

۷۔ اپنے بچّوں کا مربّیان اور دیگر بزرگانِ سلسلہ سے تعارف کرائیں اور ان سے ذاتی تعلق قائم کرائیں۔ اُن کی محافل میں بچّوں کو لے کر جائیں۔

۸۔ شعبہ تعلیم کی طرف سے شائع کردہ کتابچہ کا بغور مطالعہ کر کے بچّوں کی تعلیم میں فعّال کردار ادا کریں۔

۹۔ بچّوں کی تعلیم اور تربیت کیلئے رقم خرچ کرنے سے کبھی گریز نہ کریں۔

۱۰۔ اپنے بچّوں کیلئے نام بنام دردِ دل سے نمازوں میں رو رو کر دعائیں کریں۔

اخبار احمدیہ آپ کا اپنا اخبار ہے۔ اس کی بھرپور قلمی معاونت کریں۔ اپنے مضامین و رپورٹس دفتر ''اخبار احمدیہ''، بیت السبوح کے پتہ پر بھجوائیں یا کمپیوٹر کے پروگرام Inpage میں لکھ کر مندرجہ ذیل ایڈرس پر E-mail کریں۔

akhbar3@yahoo.com

سویابین کے بیش بہا فوائد

مرتب ۔ولید ناصر

بوسیدگی استخواں (Osteoporosis)

بوسیدگی استخواں کے عارضے میں ہڈیاں بے لوچ اور بھربھری ہو جاتی ہیں۔ ایک تحقیق کے مطابق سویابین میں موجود ایک جزو Isoflavones ہڈیوں کی بوسیدگی کے امکان کو کم کرتا ہے۔

چھاتی کا سرطان:

نیشنل یونیورسٹی آف سنگاپور کے مطالعے کے مطابق سویا سے بھرپور غذا کے بہ کثرت استعمال سے چھاتی کی بافتوں (Tissues) کی اس سختی کے خطرے میں ۶۰ فیصد تک کمی آجاتی ہے جو چھاتی کے سرطان کا موجب بنتی ہے جبکہ یونیورسٹی آف کیلیفورنیا کے ماہرین کی تحقیقات کے مطابق بلوغت کے ایام میں سویا بہ کثرت کھانے سے باقی زندگی میں چھاتی کے سرطان سے تحفظ مل جاتا ہے۔ علاوہ ازیں سویا میں پائے جانے والے اجزاء چھاتی کے غدودوں کی نشونما میں معاون ہوتے ہیں اور انہیں کیمیائی مادوں کے باعث بننے والی رسولیوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔

امراضِ قلب:

سویابین جسم میں مضر کولیسٹرول کی سطح میں کمی اور مفید کولیسٹرول کی سطح میں اضافہ کر کے امراضِ قلب کے خطرات گھٹا دیتا ہے۔

برطانیہ کے مقابلے میں جاپان میں امراضِ قلب کی شرح ۹۶ فیصد کم ہے، جس کا سبب سائنسدانوں کے خیال میں جاپانیوں کی روزانہ غذا میں سویا کا شامل ہونا ہے۔ سویابین میں موجود اومیگا۔۳ روغنی تیزاب، خون میں لوتھڑے بننے کے خطرے کو کم کرتے ہیں، جس سے امراضِ قلب سے بچاؤ رہتا ہے۔

سویا حل پذیر ریشے کا بھی ذریعہ ہے جس سے کولیسٹرول کی سطح قابو میں رہتی ہے۔ امریکہ کے خوراک اور دوا کے ادارے (FDA) کی ریسرچ کے مطابق کم سیر شدہ چکنائی اور کم کولیسٹرول والی غذا کے ساتھ روزانہ ۲۵ گرام سویا لحمیات کا استعمال امراضِ قلب سے تحفظ دیتا ہے۔

سویابین کا ایک جزو ''لیسیتھین'' دماغ کو تقویت دیتا ہے۔ اس کے بنے بنائے کیپسول بازار سے دستیاب ہیں، طالب علموں کو اس کا استعمال بہت مفید ہے۔

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ

1940ء

جماعت کا سالانہ جلسہ پھر آیا ۔۔۔ خداوند عالم نے یہ دن دکھایا
تِرا شُکر مولیٰ کہ ہم تیرے بندے ۔۔۔ کہ جن کو بہت سے ہیں دنیا میں دھندے
تِری پاک بستی میں پھر جمع ہوں گے ۔۔۔ لئے ہاتھوں میں نور کی شمع ہوں گے
اندھیرا جہاں ہے اُجالا کریں گے ۔۔۔ ترے دین کا بول بالا کریں گے
ترا نام پھیلانے کی آرزو ہے ۔۔۔ اسی واسطے گردش گُو بکُو ہے
پھر اسلام کی شان ہم کو دکھادے ۔۔۔ ہدایت اشاعت کی راہیں بتادے
زمانے میں شورش ہے برپا مٹادے ۔۔۔ مٹا کر وہی امن و راحت بڑھادے
ترا ذکر ہو شغل ہر دم ہمارا ۔۔۔ کہ تو نے ہی ھر کارِ مشکل سنوارا
ترقی ہمیں دین و دنیا کی دیجو ۔۔۔ کسی جا کسی وقت رُسوا نہ کیجو
مسیح محمدؐ کے ہیں ہم سلامی ۔۔۔ جسے تو نے دی نعمت ہم کلامی
درود و سلام اُن پہ نازل دَوامی ۔۔۔ ہمیں ان کی سچی ہو حاصل غلامی
خلافت رہے آپ کی یونہی قائم ۔۔۔ ملے حصہ برکات کا ہم کو دائم
خلیفہ ہمارا جو فضل عمر ہیں ۔۔۔ وہ جنت کا بے مثل میٹھا ثمر ہیں
پھلیں پھولیں دنیا و اُخریٰ میں مولیٰ ۔۔۔ رہے نام و کام ان کا اعلیٰ و اولیٰ

(کتاب، نغمہ اکمل، صفحہ 262, 263)(۸دسمبر ۱۹۴۰ء)

کنارے کنارے

منور احمد خالد، کوبلنز

قسط دوم

چنانچہ یہ محترمہ مجھے ایک دوکان پر لے گئیں، مجھ سے ایک ہزار ین کا نوٹ لے کر دوکان دار سے کارڈ لیا اور پھر ٹیلی فون بوتھ کی طرف لائیں مجھ سے نمبر لے کر ڈائل کیا اور جب میری نعیم صاحب سے بات شروع ہوگئی تب سر جھکا کر واپس گئیں۔ نعیم صاحب نے بتایا کہ وہ رستے میں ہیں۔ اس دوران مجھے جاپانی کرنسی کی کم مائیگی کا احساس ہوا یہ ایک ہزار ین کا کارڈ فی کال 100 ین ختم ہو جاتے ہیں گویا آپ ابھی تو لکھ پتی تھے مگر تھوڑی دیر میں ککھ پتی ہوں گے۔

نعیم صاحب نے 6 گھنٹے میں تھوڑی سیر بھی کروائی اور کوکا کولا کی طرح مشینوں سے گرما گرم چائے کے ڈبے بھی ملتے ہیں، ان سے بھی خدمت کی۔

اب ہماری دوسری منزل آسٹریلیا کا شہر سڈنی تھا۔ خیال تھا کہ جاپان اور آسٹریلیا قریب قریب ہی ہوں گے مگر یہ تو قطبین کی دوری پر ہیں جاپان شمالی قطب کے بھی شمال میں جبکہ آسٹریلیا جنوبی قطب کے بھی جنوب میں۔ اب ہم مغرب سے مشرق کی بجائے شمال سے جنوب کی طرف جا رہے تھے۔ رات نو بجے کا چلا ہوا جہاز صبح 8 بجے سڈنی پہنچا۔ ایک کنارے سے دوسرے کنارے یعنی کنارے کنارے۔ اس پر ایک طرّہ یہ ہوا کہ ہم نے یہ سوچا کہ اگر پہلے ہی ایئر لائن کو بتا دیا جائے کہ مسلمان ہیں اور سور نہیں کھاتے تو وہ خصوصی کھانا مہیا کرتے ہیں، ٹکٹ لیتے وقت بتا دیا کہ ہم سور نہیں کھاتے اس پر اُن محترمہ نے ہمارے کھانے میں کھوجا نامی کھانا لکھ دیا تھا۔ ''کھورجا'' یا ''حوجا''، ترکی زبان میں مولوی کو کہتے ہیں اور غالباً اسی مناسبت سے اس کا نام کھورجا رکھا ہوا ہے۔ فرینکفرٹ سے ٹوکیو کی پرواز کے دوران ایئر ہوسٹس سب سے پہلے میری سیٹ پر آکر ایک چِٹ لگا گئی کہ اس پر مولوی بیٹھا ہے جسکو ''کھورجا'' کھانا دینا ہے مگر تھوڑی دیر بعد ایک دوسری ایئر ہوسٹس نے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں افسوس ہے کہ ہم بعض مجبوریوں کے تحت ''کھورجا'' کھانا مہیا نہیں کر سکتے اس لیے آپ اس خصوصی کھانے پر اکتفا کریں اور اس کھانے میں دو کٹے ہوئے ٹماٹر، دو سبز پتے، چند سانپ کی طرح کی سوّیاں اور ایک کسٹرڈ تھا۔ چونکہ گھر سے کافی کھا کر چلے تھے اس لیے ہم نے اسکی معذرت قبول کرتے ہوئے کسٹرڈ ہی پر گزارہ کر لیا لیکن ایک خیال دل میں ضرور آیا کہ مولوی جو سب کچھ ڈکار جاتا ہے اگر اس کھانے پر آجائے تو دنیا سے بھوک کا خاتمہ ہو جائے۔ مگر تھوڑی دیر بعد ہی جب دوسرے مسافروں کو کھانا تقسیم کیا جا رہا تھا تو اُن سے پوچھا جا رہا تھا چکن یا lamb کیا پسند کریں گے؟ اس پر ہمیں اپنے (زبردستی کے) مولوی ہونے پر سخت غصہ آیا مگر پی گئے لیکن جب ٹوکیو سے سڈنی جاتے ہوئے پھر یہی تاریخ دہرائی گئی کہ ہم معذرت چاہتے ہیں ''کھورجا'' کھانا نہیں مل سکا، اس کھانے پر اکتفا کریں، تو بہت غصہ آیا اور غصہ میں کہا آپ نے فرینکفرٹ سے ٹوکیو تک معذرت کی میں نے بھوکا رہ کر آپکی معذرت قبول کر لی۔ آج دوسرا دن ہے مجھے آپکا خصوصی کھانا قبول نہیں آپ مجھے لکھ کر دیں کہ آپ نے مجھے میرا کھانا نہیں دیا پھر میں جانوں اور ایئر لائن۔ اس پر اِن محترمہ کے طوطے اڑ گئے اور لگیں بہلانے کہ ہمارے پاس مچھلی بھی ہے اگر آپ پسند کریں، چنانچہ پھر اس کی معذرت قبول کرتے ہوئے مچھلی لانے کو کہا اور خوب مچھلی کھائی مگر یہ کیا؟ بالکل پہلے کی طرح ہر مسافر سے پوچھا جا رہا ہے چکن یا lamb تو ہمارے منہ میں پانی بھر آیا اور یہ خیال کہ جانے ان لوگوں کو کس نے بتا دیا ہے کہ مولوی نہ مرغی کھاتا ہے نہ بکرا نہ چھترا نہ کباب۔ شاید ان کے خیال میں ہندو پنڈت اور مولوی ایک ہی کنبے کے افراد ہیں۔ ان کو کون بتائے کہ افکار و خیالات کی حد تک تو یہ بات درست ہے مگر کھانے کے معاملے میں الگ الگ رنگ ہیں۔ کوئی چھپ کر حلوہ کھاتا ہے کوئی دن دہاڑے سب کچھ ڈکار جاتا ہے۔ چنانچہ سڈنی پہنچتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ کاؤنٹر پر جا کر اعلان کیا کہ ہم نے مولویت سے توبہ کر لی ہے اس لیے واپسی میں ہم عوامی کھانا کھائیں گے ہمارا کھورجا کھانا کینسل کر دیا جائے، ہم مرغ مسلم اور بھیڑ کا بچہ دونوں کھائیں گے۔

سڈنی پہنچنے سے پہلے ہمارا جہاز بحرالکاہل اور اس کے جزیروں کے اوپر اُڑتا ہوا بڑھتا رہا۔ ایک لمبا عرصہ سکرین پر Papua Neugni اور اسکی بندرگاہ اور آسٹریلیا پر بھی کافی دیر اُڑان دیکھتے رہنے کے بعد صبح 8 بجے ہم سڈنی پہنچ گئے۔

میزبان منتظمین لینے آئے ہوئے تھے اُن کے ساتھ مسجد بیت الھدیٰ پہنچے تو پتہ چلا کہ ہمارے سندھ کے پرانے تعلقات کی بناء پر برادرم لیئق احمد صاحب گجر نے ضد کر کے مکرم امیر صاحب سے میرا اپنے ہاں ٹھہرائے جانے کا مطالبہ منوا لیا ہوا ہے۔ چنانچہ اُن کا بیٹا آکر مجھے ساتھ لے گیا اور واقعی انہوں نے حقِ مہمان نوازی میں سندھ کی تمام روایات کو ملحوظ رکھا۔ روزانہ جلسہ پر لے کر جانا واپس لانا اور پھر سیر کروانے کے لیے روزانہ ایک لڑکے کی ڈیوٹی وغیرہ۔

(باقی آئندہ، انشاءاللہ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Vol. 11 Monthly Akhbar-e-Ahmadiyya Germany Issue.. 8
National Shoba Tasneef, Ahmadiyya Muslim Jamaat, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Fax:069-50688666, Email: akhbar3@yahoo.com

سائنس کی دنیا

ترتیب و ترجمہ، مرزا عبدالحق

کائنات کے پہلے سیکنڈ کے دسویں کھرب حصہ میں کیا ہوا

صبح کی شفق، پہلی کرن سے پہلے نمودار ہونے والی سُرخی کی شہادت سے ''انفلیشن نظریہ'' کی حمایت ظاہر ہوتی ہے۔ کائنات قلیل ترین لحہ میں ایک معمولی ذرہ سے اجرام فلکی میں تبدیل ہو کر ظہور میں آئی۔ ماہرین 13.7 بلین (ارب) برس قبل کائنات بننے کے نتیجہ میں بچ رہ جانے والی شفق کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ امریکی خلائی ادارہ ناسا کے سیٹلائٹ WMAP نے چند سال قبل کاسمک بیک گراؤنڈ ریڈیئشن کی تفصیلی تصویریں بنائی تھیں جس سے کائنات کی پہلی حرکت کے بارے میں کچھ نئے حقائق دریافت ہوئے ہیں۔ ٹاپکنز یونیورسٹی بالٹی مور کے پروفیسر چارلس بینٹ نے حیرت مگر اعتماد سے کہا کہ اب وہ پہلے سیکنڈ کے (ایک ٹرلین) دسویں کھرب حصہ میں جو امر واقع ہوا، اُس کے بارے میں سب کچھ بتا سکتے ہیں۔ اس سے قبل ہم حتمی طور پر کچھ کہنے کے قابل نہ تھے۔ اس اعداد و شمار سے کھربوں سال پہلے مادے اور توانائی کے حوالے سے موجودہ تھیوری کی حمایت ہوتی ہے اور ستاروں، سیاروں اور زندگی کی تشکیل سے متعلق ہم آہنگی ظاہر ہوتی ہے نیز اس سے مزید انکشاف کی توقع ہے کہ کیوں کائنات کا صرف 4% حصہ عام مادے پر مشتمل ہے جسے ہم دیکھ اور چُھو سکتے ہیں اور 22% حصہ اندھیرا مادہ ہے جسکی کیفیت کچھ نا معلوم سی ہے اور باقی 74% ''اندھیری توانائی'' اب تک بالکل خفیہ راز ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سبز پتوں والی سبزیاں، کینسر کی روک تھام کا باعث

پھلیاں، بروکلی اور سبز پتوں والی سبزیاں نیز سلاد وغیرہ زیادہ کھانے سے لبلبے کے سرطان کی روک تھام کی جا سکتی ہے۔ سویڈن کے محقق ڈاکٹر سوسانہ لارس اپنی تحقق کے متعلق کہتی ہیں کہ سبز پتوں والی سبزیوں میں پائے جانے والے فولاد ایسڈ کی 350 مائیکرو گرام مقدار روزانہ جو لوگ استعمال کرتے ہیں ان میں 200 مائیکرو گرام سے بھی کم مقدار میں استعمال کرنے والوں کی نسبت لبلبے کے سرطان کا خطرہ 75% کم ہوتا ہے۔ مندرجہ بالا 350 مائیکرو گرام فولاد ایسڈ کی مقدار زیادہ سبزیاں استعمال کرنے والوں کو ہی حاصل ہوتی ہے۔

یورپ میں پتھر کے زمانے کے انسان کی، افریقہ سے آمد

پتھر کے زمانے کا یورپی انسان نیندر تھال NEANDERTHAL مشرق وسطیٰ کے راستہ کے علاوہ افریقہ کے راستے سے بھی پہنچا تھا۔ (ہسپانیہ) سپین کی یونیورسٹی کیڈز کی تازہ تحقیقاتی رپورٹ۔

ہسپانوی محققین کے مطابق چند ایسے شواہد ملے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ شمالی افریقہ کے نوکیلے ساحل کیوٹا CUTA سے ملحقہ ہسپانوی ریاست میں ''لا کیبلیا ڈی بنٹرو'' کے مقام پر پتھر کے قدیم دور کی ایسی شکار گاہوں کے سراغ ملے ہیں جو جنوبی اسپین میں پائی جانے والی شکار گاہوں سے حیرت انگیز طور پر مشابہت رکھتے ہیں۔ یہاں سے ملنے والے پتھر کے ہتھیار بالکل نیڈر تھال (یورپی قدیم انسان) کے ہتھیاروں کے ہم شکل ہیں۔ یونیورسٹی کیڈز کے محقق جوز ریموز کہتے ہیں کہ اس تحقیق سے ان لوگوں کے خیالات غلط ثابت ہو گئے ہیں جو اب تک انکار کرتے رہے ہیں کہ از منہ قدیم میں جنوبی یورپ اور شمال افریقہ کے درمیان کوئی رابطہ قائم تھا۔ کیڈز کے محققین کا خیال ہے کہ برفانی دور میں آبنائے جبرالٹر کی چوڑائی کم ہو جاتی ہو گی یا یہ بھی ممکن ہے کہ آبنائے کے درمیان کوئی چھوٹا سا جزیرہ ہو جس سے آر پار ہونے میں آسانی میسر ہو۔ نیدر تھال کی پہلی کھوپڑی 1848 میں جبرالٹر کے قریب اتاپیور کا میں دریافت ہوئی تھی مگر اس کی شناخت قابل اعتبار نہ تھی جب تک کہ آٹھ سال بعد ایسی ہی دوسری کھوپڑی 1856 میں دریافت نہ ہوئی۔ بہر کیف اگر یہ نظریہ مزید شواہد و حقائق سے پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے تو جنوبی یورپ کے بعض مقامات کے بارے میں سربستہ انکشافات کی توقع کی جاسکتی ہے۔

ڈائنو سار کا خاتمہ، کیوں کر؟

ڈائنو سار DINOSAUR دنیا کا عظیم الجثہ جانور جن میں سے بعض کا وزن 50 سے 100 ٹن تک تھا، کا صفحہ ہستی سے اچانک خاتمہ کیسے ہوا۔ قدرتی شواہد بتاتے ہیں کہ اس نے دنیا کے سبزہ زاروں پر 16 کروڑ (160 ملین) سال سے زائد حکومت کی پھر بالآخر قدرتی آفات نے ان کا خاتمہ کر دیا۔ مگر کیسے؟ ایک مقبول نظریہ کے مطابق آسمانی آفات METEOR (شہاب ثاقب) کی صورت زمین پر کثرت سے گرے جنہوں نے زمین پر تباہی مچادی۔ جگہ جگہ آتش فشاں لاوہ بہنے لگا جس نے جنگلوں کو آگ میں لپیٹ لیا۔ METEOR سے زمینی گردوغبار اور دھویں کے گھنے بادل اس قدر چھا گئے کہ کئی برس تک سورج کی روشنی رُک گئی، نتیجتاً لاوا اور آگ سے کئی بلین جانور اور پرندے ہلاک ہو گئے اور روشنی رُکنے سے ہر قسم کا سبزہ ختم ہو گیا۔ رہے سہے پودے اور درخت بھی ختم ہوئے۔ جس کے باعث سبزی خور جانور بھی ختم ہو گئے۔ علیٰ ھذا القیاس بڑے بڑے جانوروں کا، جو ان چھوٹے جانوروں کو کھا کر پلتے تھے، بھی خاتمہ ہو گیا۔ اس طرح تمام ڈائنو سار اور اکثر پرندے بھی آسمانی آفات کی نذر ہو گئے۔ ڈائنو سار کے خاتمہ کے بارے میں جس قدر نظریات پیش کیے گئے ہیں ان میں مقبول مندرجہ بالا نظریہ امریکہ کے دو محققین ارضیات، لوئیس اور والٹر (باپ بیٹے) کا توضیح کردہ ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ Meteor جیسی بہت بڑی آسمانی چٹان خلیج میکسیکو میں سے ظاہر ہوئی ہے جو گرتے ہوئے اس قدر شدت سے زمین سے ٹکرائی کہ زمین پر اتنی خوفناک تباہی مچادی جتنی کہ کئی نیوکلیر بموں سے ہوتی ہے۔

(گنس ریکارڈ بک اور جنگ سنڈے میگزین)

زندگی اور موت، مذہبی و اخلاقی اقدار کا مسئلہ

''پوپ جان پال'' کیتھولک عیسائیت کے سابق سربراہ، کے سامنے اُن کے آخری ایام میں فلوریڈا کی 41 سالہ عورت شیف (Terri.s.schiavo) کا معاملہ پیش ہوا جس نے 15 سال حالتِ نیند اور بیداری میں جسے میڈیکل زبان میں Persistent (PVC) Vegetativ State کہا جاتا ہے، خوراک کی نالی پر گزارے ہیں جبکہ وہ دیگر عوارض سے کلیۃً بے خبر ہے لازماً وہ محض ایک جسم بغیر روح کے ہے جبکہ قبل ازیں پوپ نے خوراک نالی ہٹانے کے فیصلہ کی مذمت کی تھی۔ اس عورت کو ناقابل تلافی دماغی صدمہ اٹھانا پڑا اس لیے کہ اس کے کھانے کی یکسانیت کے باعث پوٹاشیم کا توازن بگڑ گیا تھا نتیجۃً اس کے دل نے شدید ردِ عمل کے طور پر دماغ کو مہیا کی جانے والی آکسیجن کئی منٹ تک روکے رکھی۔ میڈیا میں کئی سال اس امر پر خوب زور شور سے بحث ہوتی رہی۔ کیوں کہ ایک اختلافی قانونی نکتہ حائل تھا۔ اس کے خاوند کا اِدعا تھا کہ اتنا لمبا عرصہ بعد خوراک کی نالی کو زندگی کی ناقابل برداشت حالت کے باعث منقطع کر دینا چاہئے جبکہ بالمقابل اس امر میں والدین زیادہ حساس تھے۔ بالآخر فلوریڈا سپریم کورٹ کے حکم پر خوراک کی نالی ہٹادی گئی اور وہ عورت فوت ہو گئی۔ جذباتی رنگ دیتے ہوئے اس واقع کو میڈیا میں خوب اچھالا گیا کہ اگر آپ کے کسی عزیز پر PVS ایسی حالت یعنی جسم غیر شعوری طور پر سانس لیتے ہوئے محض جاگتا اور سوتا ہے، وارد ہو تو آپ کیسا اظہار کر پائیں گے؟ کیا اسے بیہوشی (coma) کہہ سکتے ہیں جس سے صحت یابی ممکن ہے؟ ڈاکٹر محمد صادق بدھن صاحب جو نیورولاجسٹ کی حیثیت سے نیوفوئڈ لینڈ ہیلتھ سنٹر میں کام کرتے ہیں کا زاویہ نگاہ یہ ہے کہ مسز Schiavo جیسے گہری بیہوشی یا pvs کے کیس معالجین اور فیملی ممبران کے درمیانی اخلاقی اقدار کا مسئلہ بن جاتے ہیں۔ ڈاکٹر بدھن صاحب کا کہنا ہے Vegetation state میں جسم کا کنٹرول رہتا ہے مگر دماغ کا نہیں مثلاً سانس لینا خون کا دباؤ اور دل کی حرکت بحال رہتی ہے اسی طرح جاگنا اور سونا آنکھیں کھولنا اور بند کرنا وغیرہ بھی۔ اگر ایک مریض ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ بیہوش رہتا ہے تو وہ Vegetation State میں چلا جاتا ہے جہاں اس کی واپسی کا امکان معدوم ہو جاتا ہے گو اس کے برعکس بعض مریض کئی سال ایسی کیفیت میں گزارنے کے بعد قدرے اچھے بھی ہو گئے مگر Mrs Schiovo کا معاملہ کچھ مختلف ہے کیوں کہ بعض خارجی اثرات مثلاً روشنی کا امتیاز کرتی تھی۔ تاہم ایسے مریض بعض دفعہ ہنستے چیختے یا خفگی ظاہر کرتے ہیں لیکن مریض کچھ بیان کرنے یا کسی بات کو ماننے سے قاصر ہوتا ہے۔ اور از خود کوئی حرکت نہیں کر سکتا۔ بعض لوگ p.vState سے خوفزدہ ہو کر پکار اٹھتے ہیں میری نالی کھینچ دو میں اپنے ہی جسم میں محصور نہیں رہنا چاہتا مگر اس حالت کی چوٹ زدہ کیفیت سے تمیز کرنی چاہیے جسے Locked in Syndrome کہتے ہیں۔ اس میں مریض مکمل حواس میں ہوتے ہوئے جسم کی اندرونی اور بیرونی حرکات سے باخبر ہوتا ہے مگر چوٹ کے باعث آنکھ جھپکنے کے سوا کر کچھ نہیں سکتا۔ ایسا Locked in مریض بیہوش ہوتے ہوئے اپنے جسم میں مقید ہوتا ہے۔ مگر PVS مریض تو اعلیٰ سوچ سے محروم ہوتا ہے۔ مگر اس کا دماغ مردہ نہیں ہوتا کیوں کہ مردہ دماغ قطعی طور پر مردہ جسم ہے۔ اعلیٰ سوچ سے محروم مریض کا انحصار ایک Ventelator پر ہوتا ہے جونہی اسے ہٹایا جائے مریض کا دل حرکت کھو بیٹھے گا مگر PVS مریض کو Ventelater کی حاجت نہیں اسے خوراک کی نالی چاہئے۔ اخلاقی مسئلہ اس طرح اٹھتا ہے کہ کیا مریض اپنے اعضاء کا عطیہ دے سکتا ہے؟ اس کے لواحقین کیا خوراک کی نالی کے ہٹانے میں حق بجانب ہیں اور کتنا عرصہ زندگی موت کا شکار یہ مریض لٹکایا جا سکتا ہے۔ اور اختلاف کی صورت میں کون کیا کرے؟ ڈاکٹر بدھن صاحب کا مشورہ ہے کہ اس موڑ پر اخلاق اور مذہب کا کردار نمایاں مضبوط ہو جاتا ہے کیوں کہ ہر عمل کی پرکھ نیت پر ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆